تقلید
اور
شریعت

تالیف

مولانا نور العین

استاد حدیث کلیت فاطمہ الزہرا السلامیۃ مؤ

http://salfibooks.blogspot.com

Scanned by CamScanner

تقلید اور شریعت

نکات:

(۱) تقلید کا معنی۔

(۲) توافق یا تضاد؟

(۳) کھلی تنقید۔

(۴) قابل توجہ۔

(۵) تقلید کا دروازہ کیسے کھلا؟

(۶) دین کہاں سے لیں؟

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجاً وَلَوْ شَاءَ اللّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَـكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُم فَاسْتَبِقُوا الخَيْرَاتِ﴾ (البقرۃ:۴۸)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے دستور اور طریق عمل مقرر فرما دیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا (لیکن ایسا نہیں کیا) اس لئے کہ اس نے جو دین تم کو دیا ہے اس میں وہ تم کو آزمانا چاہتا ہے، لہذا تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔

تقلید کا معنی:

ابھی ہم نے آپ کو جو آیت کریمہ سنائی ہے اس پر بحث بعد میں۔ موضوع کی مناسبت سے پہلے تقلید کا معنی اور مفہوم سمجھئے۔ ''تقلید'' عربی لفظ ہے آپ عربی،

Scanned by CamScanner

www.KitaboSunnat.com

اردو، فارسی کوئی بھی لغت اٹھا کر دیکھیں، آپ کو اس کا معنی ملے گا "گردن میں کوئی چیز لٹکانا"، اسی سے عربی میں ایک لفظ "قلادہ" بولا جاتا ہے، اس کا معنی "ہار"، ہوتا ہے اس لئے کہ وہ بھی گردن میں لٹکتا رہتا ہے۔

ہم آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی صحیح حدیث کی روشنی میں تقلید کا معنی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اس سے آپ کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور یقین بھی ہوگا اس لئے نبی کریم ﷺ کے فرمان سے بڑھکر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

"عَنْ حَفصَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسولَ اللّٰهِ مَا شَأنُ الناسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ أنتَ؟ قَالَ إِنِّي لَبَّدتُ رَأسِي وَقَلَّدتُ هَديِي وَلَا أُحِلُّ حَتى أحِلَّ مِنَ الحَجِ"

(صحیح بخاری، مناسك، باب فتل القلائد للبدن والبقر/١٦٩٧)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا" کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا بات ہے کہ لوگ حلال ہو گئے اور آپ حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانوروں کو ہار پہنا دیا ہے اس لئے میں حج کرنے کے بعد ہی حلال ہوں گا۔

یہ حدیث پیش کر کے حج اور عمرہ کے مسائل بتانا مقصود نہیں ہے۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ "تقلید"، کا معنی کیا ہے؟ عرب میں پہلے یہ دستور تھا کہ لوگ مکہ میں قربانی کیلئے جانور بھیجتے یا ساتھ لیکر جاتے تو اس جانور کی گردن میں جوتے کا ہار لٹکا دیتے تا کہ ہار دیکھ کر لوگ جان جائیں کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور مکہ جا رہا ہے۔ لوگ اس کو چارہ پانی دے کر راستے پر لگا دیتے اور وہ آہستہ آہستہ مکہ اپنی جگہ پہنچ جاتا۔ چونکہ اس دستور میں کوئی قباحت نہیں تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے جانوروں کو بھی ہار پہنا دیا تھا اور اسکی تعبیر کے لئے آپ [2/19] استعمال کیا وہ "قلدت" ہے، یہ لفظ

Scanned by CamScanner

"تقلید،، سے بنا ہے تقلید کا لغوی معنی ابھی آپ کو بتایا گیا۔ اصطلاحی معنی یوں بیان کیا جاتا ہے "بغیر دلیل کسی کی رائے کو قبول کرنا،، لغوی اور اصطلاحی معنی میں اگر مناسبت تلاش کی جائے تو وہ یہ ہوگی کہ جانور کی گردن میں پٹہ اور ہار پہنا کر جس طرح اطاعت کرائی جاتی ہے اسی طرح مقلد بھی اپنی گردن میں کسی کی اطاعت کا پٹہ ڈال لیتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اس وضاحت کے بعد آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ تقلید کرنا اور مقلد کہلانا آپ کو زیب دیتا ہے یا نہیں؟ آپ کو یہ خلجان ہو رہا ہوگا کہ ہم عربی نہیں جانتے قرآن وحدیث نہیں سمجھ سکتے اس لئے کسی سے پوچھنے اور اس کی تقلید کرنے پر مجبور ہیں۔

میرے بھائیو! یہ خلجان میں اسی منبر پر بارہا دور کر چکا ہوں اور آج پھر ان شاء اللہ اگر وقت رہا تو خطبہ کے اخیر میں اس پر روشنی ڈالی جائیگی۔

توافق یا تضاد؟

فی الحال آپ اس پہلو پر غور کریں کہ اسلام اور تقلید میں توافق ہے یا تضاد؟ آپ جانتے ہیں کہ انبیاء کرام صلوٰت اللہ علیہم کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ وہ انسانوں کی عقلوں پر تالا چڑھا دیں، ان کی قوت ادراک سلب کرلیں؟ آباء واجداد کی تقلید اور مانوس روایات سے مزید چپکا دیں؟ بلکہ ان کو اس لئے بھیجا تھا کہ قوم کو بیدار کریں اور ان کو اس کا اہل بنائیں کہ وہ اپنی مانوس روایت پر نظر ثانی کریں، سماجی دین اور تقلیدی جمود کو توڑیں، احساس وشعور کو بیدار کریں، متحرک اور نشیط بنائیں؟ لیجئے میں قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرتا ہوں، سنئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ اسلام اور تقلید میں توافق ہے یا تضاد؟ اسلام تقلید کو واجب کرتا ہے یا اس کو مٹانا چاہتا ہے؟ کیا

Scanned by CamScanner

ہے اسلام کی منشا؟

شروع میں آپ کو جو آیت کریمہ سنائی گئی تھی اس کی طرف آیئے۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ اللہ کا دین ایک ہے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا دین ایک تھا، دعوت ایک تھی یعنی "اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ" (اعراف:٦٥) تم سب ایک اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہر نبی کی یہی دعوت تھی۔ لیکن اللہ تعالی نے ہر نبی کی شریعت میں اختلاف رکھا یعنی حلت وحرمت کے مسائل اور عبادت کے طریقے مختلف تھے۔ مثلاً بنی اسرائیل کیلئے مال غنیمت کا کھانا حرام تھا اور ہمارے لئے حلال ہے، اونٹ کا گوشت ان کے لئے حرام تھا ہمارے لئے حلال ہے، وہ صرف عبادت خانوں میں اللہ کی عبادت کر سکتے تھے۔ اور ہمارے لئے پوری زمین مسجد ہے جہاں وقت ہو جائے نماز پڑھ لیجئے۔ اسی طرح عبادات کے طریقوں میں بھی فرق تھا۔

شریعتوں میں فرق رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ بعد میں آنیوالے نبی کے ذریعہ پہلی شریعت کو منسوخ کر دیا گیا، اس لئے کہ ایک ہی طریقے پر نسل درنسل عمل کرنے سے عبادت کا صرف ایک ڈھانچہ رہ جاتا ہے اور اسکی روح نکل جاتی ہے اور اللہ تعالی کو یہ تقلیدی اور بے جان عمل کسی طرح مطلوب نہیں ہے۔ اس لئے مذہبی جمود اور تقلیدی ذہن کو بدلنے کے لئے اللہ تعالی نے شریعتوں میں نسخ کا سلسلہ رکھا اور اسی کو اللہ تعالی نے آیت کریمہ میں ابتلاء اور آزمائش سے تعبیر کیا ہے۔ "ليبلو كم فيما آتا كم،، یعنی جو دین تم کو دیا ہے اس میں تمھیں آزمائے۔ آزمائش کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب آبائی دین اور روایتی طریق عمل کو چھوڑ کر نیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا ہے تو ایسے وقت میں آدمی کی فکر کو دھکا لگتا ہے آدمی اپنے آبائی عمل کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا لیکن اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Scanned by CamScanner

آدمی کا ضمیر زندہ ہے، احساس وشعور بیدار ہے، فکری قوتیں جاگ رہی ہیں تو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرتا ہے اور تقلید و جمود کی زنجیریں توڑ کرنئی شریعت کو قبول کر لیتا ہے، مفادات اور مصلحتیں، رشتہ اور ناتا، قوم اور برادری اس کے فیصلے میں حائل نہیں ہوتیں، وہ بے پناہ عزم وارادے کے ساتھ آبائی دین کی زنجیر توڑ کر نئے دین میں داخل ہو جاتا ہے، اور اگر جمود و تعطل کا شکار ہے، احساس اور ضمیر مردہ ہے فکری صلاحیتوں پر تالا چڑھا ہوا ہے تو ایسا آدمی اپنے آبائی دین سے چپکا رہتا ہے اور یہ چیز اللہ کو مطلوب نہیں ہے، اسی تقلیدی جمود کو توڑنے اور احساس وشعور کو بیدار کرنے کے لئے اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی شریعتوں میں فرق رکھا اور نسخ کا سلسلہ جاری کیا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اسلام تقلید کو واجب کرتا ہے یا اس کو مٹانا چاہتا ہے۔

یہی بات تحویل قبلہ کی آیت میں بھی بتائی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ﴾ (البقرة:١٤٣)

ترجمہ: جس قبلہ پر تم پہلے تھے اس کو ہم نے صرف اس لئے بنایا تھا کہ ہم یہ جان لیں کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔

اللہ کو اپنی عبادت مطلوب ہے جس رخ بھی کی جائے وہ سب جانتا ہے

﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (البقرة:١١٥)

ترجمہ: مشرق اور مغرب کا مالک اللہ تعالی ہی ہے تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔

پھر قبلہ کی تحدید اور اسکی تنسیخ سے اللہ کو کیا مطلوب ہے؟ آیت کریمہ میں اس کی مصلحت یہ بتائی گئی کہ اللہ تعالی جاننا چاہتا ہے کہ کون رسول کے حکم کی اتباع کرتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
Scanned by CamScanner

اور کون نیا حکم پا کر انکار کرتا ہے اور اپنے آباء و اجداد کی تقلید کی طرف پلٹ جاتا ہے؟ گویا پہلے قبلہ کو منسوخ کر کے اور دوسرے قبلے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کس کا احساس و شعور بیدار ہے اور کس کی فکر پر تقلید کا تالا چڑھا ہوا ہے۔ اگر آدمی کا ضمیر بیدار ہے تو بے تکلف رسول کی اتباع کرے گا اور اگر دماغ کی گرہیں بند ہیں تو اپنے آباء و اجداد کے روایتی دین سے چپکا رہے گا۔ ایسے وقت میں اتباع اور عدم اتباع کا راز کھل جائیگا۔ اب آپ آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ نسخ کا مقصد تقلیدی جمود کو توڑنا ہے تو پھر تقلید دین کا جز کیسے ہو سکتی ہے۔ آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ کتاب وسنت میں تقلیدی ذہن کو کس طرح بدلا گیا ہے اور اس پر کھل کر کس طرح تنقید کی گئی ہے۔

کھلی تنقید

آپ جانتے ہیں کہ آدمی جس ماحول اور معاشرے میں آنکھ کھولتا ہے اس سے اوپر اٹھ کر سوچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اگر معاشرے میں کوئی ایسی غلط رسم پائی جا رہی ہے جس کا غلط ہونا سورج کی طرح واضح ہے تو بھی آدمی اسے غلط کہنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ غلط سمجھنے کی طرف اس کا ذہن ہی منتقل نہیں ہوتا۔ لیکن ہے غلط۔ ایسی کچھ رسمیں عہد رسالت میں بھی ماضی سے چلی آ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کھل کر تنقید کی اور اس کا خلاف واقعہ اور غلط ہونا بذریعہ وحی ثابت کیا۔ مثلاً عرب میں جاہلی روایت کے مطابق ایک رسم یہ چلی آ رہی تھی کہ جس کو بیٹا نہیں ہوتا عموماً وہ کسی دوسرے کے لڑکے کو اپنا منہ بولا بیٹا (لے پالک) بنا لیتا، اور وہ حقیقی بیٹے کا درجہ اختیار کر لیتا، جس طرح حقیقی بیٹے کو باپ کی طرف نسبت کر کے

Scanned by CamScanner

بلاتے ہیں اسی طرح اس لڑکے کو غیر حقیقی باپ کی طرف نسبت کرتے اور جس طرح حقیقی بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا اسی طرح غیر حقیقی بیٹا اپنے مجازی باپ کا وارث ہو تا۔ یہ جاہلی رسم ابتداءً اسلام میں بھی باقی تھی۔ زید بن حارثہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ کو نہایت محبوب تھے چنانچہ عرب رواج کے مطابق آپ نے ان کو منہ بولا بیٹا بنالیا یہاں تک کہ صحابۂ کرامؓ حضرت زیدؓ کو زید بن محمد (ﷺ) کہہ کر بلانے لگے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"أن زيدَ بنَ حارِثَةَ مولَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ما كُنّا ندعُوه إلا زَيدَ بنَ مُحمدٍ حتّى نَزَلَ القُرآنُ (أُدْعُوهُمْ لِآبَاءِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللّٰهِ)

(صحیح بخاری، تفسیر سورہ احزاب ۴۷۸۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کو ہم لوگ زید بن محمد (ﷺ) کہہ کر بلاتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی (أُدْعُوهُمْ لِآبَاءِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللّٰهِ) یعنی ان (لے پالکوں) کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ۔ اللہ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے۔

جو بیٹا نہیں ہے اسکو حقیقی بیٹا بنا دینا اور جو حقیقی باپ نہیں ہے حقیقی باپ کہنا اور غیر حقیقی بیٹے کو اس کا وارث قرار دینا اتنی واضح اور فاش غلطی ہے جس کو بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے، باپ، باپ ہے اور بیٹا، بیٹا ہے جو باپ نہیں ہے وہ باپ نہیں ہو سکتا اور جو بیٹا نہیں ہے وہ بیٹا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اتنی موٹی بات پورے معاشرے کو سمجھ میں نہیں آرہی تھی اور اس غلط رسم پر سیکڑوں سال سے عمل ہوتا آرہا تھا۔ اسلام، اہل اسلام کو ہشیار اور بیدار مغز رکھنا چاہتا ہے چنانچہ اس فاش غلطی پر کھلی تنقید کی گئی اور بذریعہ وحی آبائی تقلید کا جمود توڑا گیا اور بتایا گیا کہ "لے پالکوں" کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ، اللہ کے نزدیک یہی پورا انصاف ہے۔

Scanned by CamScanner

اور سنئے! عرب جاہلیت سے ایک رسم چلی آرہی تھی جسے "ظہار" کہا جاتا ہے۔ ظہار کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو یوں کہے "أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي"، تم میرے نزدیک میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح میری ماں میرے لئے حرام ہے ایسے ہی تم بھی میرے لئے حرام ہو۔ عرب معاشرے میں ایسا کہہ دینے سے بیوی شوہر کیلئے حرام ہو جاتی، جس طرح طلاق سے جدائی ہو جاتی ہے اسی طرح ظہار سے بھی شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جاتی تھی، یہ رسم نسل در نسل عرب معاشرے میں چلی آرہی تھی اور اس پر عمل بھی ہو رہا تھا جبکہ اس کی غلطی بالکل واضح تھی لیکن کسی کا ذہن اسکی طرف نہیں منتقل ہو رہا تھا۔ قرآن پاک میں اس غلطی پر زبردست تنقید کی گئی، جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شوہر اوس بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے ظہار کیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ (مجادلہ:۲)

ترجمہ: تم میں جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ (بیویاں) ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے ان کو پیدا کیا ہے۔

بیوی کو ماں کہنا بالکل کھلی غلطی ہے، لیکن کسی کا ذہن اسکی طرف نہیں جا رہا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ لوگ رسم ورواج کی بندشوں اور آباء واجداد کی تقلید میں جکڑے ہوئے تھے، ذہنی جمود اتنا غالب تھا کہ سوچنے کی صلاحیت سلب ہوگئی تھی۔ انھیں یہ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یا اپنی زبان سے بول رہے ہیں اس کا حقیقت سے کچھ تعلق ہے بھی یا نہیں؟ اسلام اس تقلیدی ذہن اور جامد مزاج کو پسند نہیں کرتا، اسلام ایک حقیقت پسند دین ہے وہ گرد وغبار کو صاف کرتا ہے، احساس وشعور کو بیدار کرتا ہے، بیوی کو ماں کہنا کھلا ہوا جھوٹ اور نہایت گندی بات ہے اسے کھول کر بتایا گیا۔ اگر کسی نے ایسی غلط اور گندی بات زبان سے نکال دی تو وہ مجرم ہے اور اسکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
Scanned by CamScanner

سزا یہ ہے کہ ظہار کا کفارہ ادا کرے اس کے بعد بیوی حلال ہوگی۔

ایک مثال حدیث سے بھی سماعت فرمالیں۔ یہ حدیث آپ کو صحیح بخاری مناسک اور ابواب العمرہ میں مل جائیگی ہم حدیث کا مفہوم آپ کو سنائیں گے۔

عرب کے بعض قبیلے خصوصاً انصار مدینہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا حرام سمجھتے تھے بلکہ اسے "افجر الفجور فی الارض" یعنی دنیا کا سب سے بڑا گناہ کہتے تھے۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط تھا۔ اس لئے اس کی بھی اصلاح کی گئی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع میں جب مکہ پہنچے تو آپ نے اعلان کردیا کہ جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لایا ہے وہ اپنے حج کا احرام توڑ کر عمرہ کا احرام باندھ لے اور عمرہ کر کے حلال ہو جائے۔ خلاف معمول اور خلاف توقع یہ فرمان سن کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ لوگ حیص بیص میں پڑ گئے کہ اب کیا کریں؟ باپ دادا سے تو یہ سنتے اور دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ حج کے ایام میں عمرہ کرنا حرام ہے اور آپ کا حکم ہے کہ عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ۔ ان کے سامنے تین استحالہ تھا۔

۱۔ ایک تو یہ کہ باپ دادا کی تقلیدی رسم ٹوٹ رہی تھی۔

۲۔ دوسرے یہ کہ عمرہ کر کے حلال ہونیکا مطلب یہ ہوا کہ اپنی بیویوں کے پاس بھی جائیں، لذت جماع اور عبادت حج کا یہ قرب دماغ نہیں قبول کر رہا تھا۔ دونوں میں بُعد ہونا چاہئے۔

۳۔ خود نبی کریم ﷺ عمرہ کر کے حلال نہیں ہو رہے تھے اس لئے کہ آپ قارن تھے، قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے، اسلئے آپ بیچ میں حلال نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ کا خود حلال نہ ہونا اور صحابہ کرام کو حلال ہونے کا حکم دینا لوگوں کے لئے مزید رکاوٹ کا سبب بن رہا تھا۔ چنانچہ صحابہ کا تأمل دیکھ کر آپ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Scanned by CamScanner

لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ۔ (صحیح بخاری، ابواب العمرۃ)

یعنی جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہوگئی ہوتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہیں لاتا۔ اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہیں ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا۔

یہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام ہیں (رضی اللہ عنہم) اطاعت سے انحراف کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن رسم ورواج کی بندش اتنی مضبوط ہوتی ہیکہ اول مرحلہ میں صحابہ کرام کو بھی تأمل ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام کا اضطراب دیکھا، ان کا اعتراض سنا لیکن آپ نے شریعت کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور برسوں کا تقلیدی جمود آپ نے توڑ دیا (ﷺ)۔

میرے بھائیو! آیات اور احادیث کی روشنی میں آپ کو یہ سمجھایا جارہا ہے کہ آبائی اور روایتی دین اور تقلیدی جمود کو اسلام کسی حال میں پسند نہیں کرتا بلکہ اسے نسخ کے ذریعہ، شریعتوں کی تبدیلی کے ذریعہ، جاہلی رسم ورواج کی اصلاح کے ذریعہ مٹانا اور ختم کرنا چاہتا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اسلام میں اندھی تقلید کی کوئی گنجائش ہے؟

قابل توجہ

ہمارے اپنے معاشرے میں بھی تقلیدی مزاج کے نتیجے میں بعض ایسی غلطیاں جگہ پاگئی ہیں کہ ان کی نکارت کو لفظوں میں بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان سے کتاب وسنت کی توہین اور حق سے انحراف نپکتا ہے۔ اس کے باوجود ہمیں ان کے غلط ہونے کا احساس نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
Scanned by CamScanner

آپ کو معلوم ہوگا کہ ملک کے بعض صوبوں اور شہروں میں ختنہ کے مقام کو سنت کہا جاتا ہے۔ طلبہ آپ سے چھٹی لینے آئیں گے، آپ پوچھیں گے کیسی چھٹی؟ کہیں گے: دوا لینے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ آپ پوچھیں گے: کیا ہوا ہے؟ کہیں گے: سنت پر کھجلی ہوئی ہے۔ غور فرمایئے: ''سنت،، کتنا پاکیزہ لفظ ہے اور اس کا کیا معنی اور مفہوم ہے؟ سنت۔ نبی کریم ﷺ کے قول وفعل کو کہا جاتا ہے اس کا کتنا اونچا مقام اور مرتبہ ہے؟ دین کی بنیاد سنت نبوی پر قائم ہے لیکن نادانی میں یا قصداً ہم نے ختنہ کے مقام کو سنت کہنا شروع کر دیا اور کبھی ہمارا ذہن اسکی قباحت کی طرف نہیں گیا۔ آج بھی نہیں جارہا ہے۔ یہ سنت نبی کی کھلی ہوئی توہین ہے، اس سے توبہ کرنا چاہئے۔

آپ جانتے ہیں کہ ''خلیفہ،، کا لفظ تاریخ اسلام اور سیرت کا ایک قابل احترام لفظ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے جانشین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول کہا جاتا ہے، علی الترتیب چاروں خلفاء کو خلفاء راشدین کہا جاتا ہے۔ لیکن سخت افسوس کی بات ہے کہ اس قابل احترام لفظ خلیفہ کو ہم نے فٹ کر دیا اس شخص پر جو بچوں کا ختنہ کرے، بال کاٹے، کشتی لڑائے، لاٹھی اور بنوٹ سکھائے باورچی ہو اور کھانے پکائے یا کسی کا مذاق اڑانا ہو تو تحقیر کے لئے خلیفہ کہیں۔

''سوموار'' کو ''پیر'' کہنا ایک عام بیماری ہے عام بول چال میں سوموار کو ''پیر'' کہا جاتا ہے، کیلنڈروں پر، جنتریوں میں ''سوموار'' کو پیر لکھا جاتا ہے، ہفتہ کے تمام دنوں میں یہ دن سب کا ''پیر،، کیسے ہو گیا؟ ہفتہ کے تمام دنوں میں جمعہ کے دن کو ''سید الایام،، کہا گیا ہے، صحیح حدیثوں میں نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور عموماً تمام مسلمان جمعہ کی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ ''پیر،، نہیں ہوا ''سوموار،، سب کا پیر ہو گیا اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس دن کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Scanned by CamScanner

بڑے پیر چھوٹے پیر پیدا ہوئے ہوں گے؟ اس لئے سوموار سارے دنوں کا پیر ہو گیا۔

اس بیماری میں اہل حدیث بھی مبتلا ہیں۔ حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"نَحنُ الْآخِرونَ السَّابِقُونَ يَومَ القِيَامَةِ بَيْدَ أَنهم أُوتُوا الكِتَابَ مِن قَبلِنا"

(صحيح بخاری، كتاب الجمعة)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاری زمانے کے اعتبار سے ہم سے پہلے ہیں اور ہم سے پہلے ان کو کتاب بھی دی گئی ہے اور ہم ان کے بعد ہیں لیکن اس کے باوجود قیامت کے دن ہم ان سے آگے رہیں گے۔ اور اس کو مثال سے اس طرح سمجھایا کہ جیسے یہود و نصاری پر اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لئے ایک خاص دن فرض کیا تھا لیکن اس دن کی تعیین میں ان سے غلطی ہوئی وہ ہم سے پیچھے ہو گئے اور ہم کو اللہ تعالی نے جمعہ کی رہنمائی فرمائی اور ہم ان سے آگے ہو گئے، ہمارا ہفتہ جمعہ سے شروع ہوا، ترتیب یوں ہوئی جمعہ، سنیچر اور اتوار۔ یہود و نصاری ہم سے پہلے ہیں لیکن سید الایام کے انتخاب میں ہمارے بعد ہیں۔ اسی طرح پیچھے ہونے کے باوجود ہم قیامت کے دن ان سے آگے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

ہم آپ کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہود کے نزدیک ہفتہ کا پہلا دن سنیچر ہے اور نصاری کے نزدیک ہفتہ کا پہلا دن اتوار ہے اس لئے اگر یہود تعظیماً سنیچر کو ہفتہ کے نام سے موسوم کریں تو کسی قدر بات سمجھ میں آتی ہے حالانکہ وہ ہفتہ نہیں ہفتے کا پہلا دن ہے۔ لیکن مسلمان بھی سنیچر کو ہفتہ کہیں اور کیلنڈروں پر سنیچر کے دن کو ہفتہ لکھیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ہمارا ہفتہ تو جمعہ کے مبارک دن سے شروع ہوتا ہے لہذا اگر ہفتہ کہنا ہی ہے تو جمعہ کے دن کو ہفتہ کے نام سے موسوم کرنا چاہئے لیکن ہم بھی سنیچر ہی کو ہفتہ کہتے ہیں۔ اس توافق سے بچنا چاہئے۔ حدیث میں ہفتہ کو "جمعہ" سے تعبیر کیا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Scanned by CamScanner

ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ، فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (صحیح بخاری، دعوات/۶۳۳۷)

اس حدیث میں عبداللہ بن عباس نے جمعہ کو ہفتہ کے معنی میں لیا ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ نے بھی لفظ جمعہ کو ہفتہ کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ اور ہم صحابہؓ کرام کی ان صراحتوں کو چھوڑ کر سنیچر کو ہفتہ کہتے ہیں۔ (صحیح بخاری، ادب/۶۱۳۴)

بارہ مہینوں کے اسلامی نام محرم، صفر، ربیع الاول وغیرہ متعین ہیں لیکن بعض معاشروں میں یہ اسلامی نام جانتے ہی نہیں ہیں، وہ مہینوں کا نام کسی پیر، فقیر کی پیدائش یا وفات سے جانتے ہیں، یہانتک کہ ذوالقعدہ کے مہینے میں کوئی پیر نہ پیدا ہوا ہے نہ مرا ہے تو اس مہینے کا نام ''خالی،، رکھا گیا ہے اس لئے کہ یہ مہینہ کسی پیر کے مرنے، جینے سے خالی ہے۔

ایک مشہور اور زبان زد لفظ ''مجاور،، کا ہے اس کا صحیح معنی پڑوسی اور اعتکاف کرنے والے کے ہیں، ہمارے محاورے میں واو کے فتحہ کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ حالانکہ قاعدے کے مطابق فاعل کے صیغہ کے ساتھ ہونا چاہئے یہ لفظ ہمارے معاشرے میں ان لوگوں پر بولا جاتا ہے جو درگاہوں اور قبروں پر رہتے ہیں، تعویذ، گنڈا باندھنا، بھوت پریت چھڑانا، اور بزعم خویش عورتوں کو اولاد دینا اور لوگوں کو بیوقوف بنا کر پیسہ لوٹنا ان کا دھندہ ہے وہ خود کیا ہیں اسے مت پوچھئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھئے ایک پاکیزہ لفظ جس سے ثواب کی خوشبو آرہی ہے اس کو معاشرے نے ایسے معنی میں استعمال کرنا شروع کردیا ہے جہاں سے شرک وکفر اور فسق وفجور کی بدبو آرہی ہے اور سنیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ''لبن،، کا معنی دودھ ہوتا ہے اس مناسبت سے دودھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
Scanned by CamScanner

والے برتن کو "لبنی" کہا جا سکتا ہے لیکن بعض معاشرے میں لوگ اس پاکیزہ لفظ کو اٹھا کر وہاں لے گئے جہاں نشہ اور حرمت ہے، تاڑی جس برتن میں اتارتے اور رکھتے ہیں اس برتن کو "لبنی" کہا جاتا ہے۔ چونکہ دودھ بھی سفید ہوتا ہے اور تاڑی بھی سفید ہوتی ہے اس ادنیٰ مناسبت سے ایک حرام چیز پر نہایت ہشیاری سے اس لفظ کا اطلاق کر دیا گیا کہ آدمی تاڑی کو حرام نہ سمجھے بلکہ دودھ کیطرح حلال سمجھ کر استعمال کرے۔

اب ایک ایسا لفظ بھی سماعت فرمائیں جسے صرف علماء ہی کا طبقہ استعمال کرتا ہے لیکن اسکی شناعت اور قباحت پر توجہ نہیں جاتی۔ عقیدے کی کتاب جب ہم پڑھاتے ہیں تو طلبہ کو سمجھاتے ہیں کہ معتزلہ مشرک ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں "بندہ خود اپنے فعل کا خالق ہے،، تخلیق اللہ کا فعل ہے اب ہم یہ کہیں کہ بندہ خود اپنے فعل کا خالق ہے تو صفت خلق میں ہم نے بندوں کو اللہ کا شریک کر دیا۔ لہٰذا معتزلہ اپنے اس عقیدے کی وجہ سے مشرک ہوئے۔ بات بالکل صحیح ہے۔ تخلیق اللہ کی صفت ہے جو اللہ کے ساتھ خاص ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ لیکن بطور عقیدہ نہ سہی۔ جب یہی لفظ ہم اپنے کسی مضمون اور مقالے پر بولیں اور کہیں کہ یہ ہماری یا فلاں کی تخلیق ہے تو کیا اس سے اعتزال کی بو نہیں آتی؟

میرے بھائیو! ان مذکورہ باتوں کو معمولی اور غیر اہم نہ سمجھیں، ابھی جن غلطیوں کی نشاندھی کی گئی ہے ان میں عقیدے کی بعض ایسی غلطیاں ہیں جن کا رشتہ شرک سے جا ملتا ہے۔ بعض سے کتاب وسنت کی توہین لازم آتی ہے اور کتاب وسنت کی توھین ایسی غلطی ہے جسکی وجہ سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور یہ ساری غلطیاں باپ دادا سے سنتے چلے آرہے ہیں ہم بھی وہی الفاظ روز مرہ کی بول چال میں استعمال کرتے ہیں اور ان کے معانی اور عواقب پر توجہ نہیں دیتے۔ تقلید ایک

Scanned by CamScanner

www.KitaboSunnat.com

ایسی بیماری ہے جو غور وفکر کا مادہ سلب کر لیتی ہے اور عقل پر تالا چڑھا دیتی ہے جبکہ اسلام اپنے متبعین کو نشیط اور بیدار مغز رکھنا چاہتا ہے آپ فیصلہ کیجئے کہ اس تضاد کے بعد اسلام میں تقلید کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟

تقلید کا دروازہ کیسے کھلا؟

اس موضوع پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع اور تفصیلی بحث حجۃ اللہ البالغۃ میں پیش کی ہے اس کا ایک مرتب خلاصہ آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے جس سے آپ یہ اندازہ کر سکیں گے کہ تقلید کا وجود کیسے ہوا۔ اس کے بعد آپ کو یہ فیصلہ کرنا بھی آسان ہو جائیگا کہ شریعت اور تقلید جامد میں کچھ مناسبت ہے بھی یا نہیں؟

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے کسی ایک معین مذہب (تقلید شخصی) کا وجود نہیں تھا۔ عوام وضو، غسل، روزہ، حج، زکاۃ، جیسے اجتماعی مسائل میں نبی کریم ﷺ کی تقلید (اتباع) کرتے تھے اور جب کوئی نیا واقعہ پیش آتا تو کسی مذہب کی تخصیص اور تعیین کے بغیر کسی بھی مفتی سے فتوی پوچھ لیتے اور اس پر عمل کرتے خواص کا حال یہ تھا کہ ان کے پاس کتاب وسنت اور صحابۂ کرام کے اقوال وآثار کا اتنا ذخیرہ موجود ہوتا کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیا مسئلہ حل کرنے میں دقت نہیں پیش آتی، اگر خدانخواستہ کبھی ایسی صورت پیش آجاتی کہ اطمنان بخش دلیل نہیں مل سکی، حدیثیں متعارض ہیں، ترجیح کی صورت واضح نہیں ہے، تو گذشتہ علماء اور فقہاء کے اقوال کی طرف رجوع کرتے اگر ایک سے زیادہ قول ملتا تو اقوی اور اوثق کو اختیار کرتے خواہ وہ اہل حدیث کا قول ہو یا اہل کوفہ کا۔

خلفاء راشدین کے بعد آہستہ آہستہ حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ

Scanned by CamScanner

میں چلی گئی جو فتاوی اور احکام ومسائل کے استنباط میں مستقل علم نہیں رکھتے تھے اور شرعی مسائل کے بغیر حکومت کی گاڑی نہیں چل سکتی تھی اس لئے ارباب حکومت علماء، فقہاء سے مدد لینے اور ساتھ رکھنے پر مجبور تھے، ارباب حکومت خود تو کتاب وسنت کے عالم نہیں ہوتے لیکن وہ زمانہ طرز اول کے علماء سے خالی بھی نہیں تھا۔ ایسے بہت سارے علماء اور محدثین موجود تھے جن کو دین کا خالص علم تھا لیکن ان کا یہ حال تھا کہ حکومت جب انھیں بلاتی تو وہ دور بھاگتے اور دور رہنے ہی میں وہ اپنی عافیت سمجھتے، اہل زمانہ نے جب دیکھا کہ علماء اور محدثین کی، فقہاء اور مجتہدین کی ارباب حکومت کے نزدیک بڑی قدر ومنزلت اور عزت واحترام ہے ان کو قریب کیا جارہا ہے اور یہ لوگ بھاگ رہے ہیں تو یہ عز وجاہ حاصل کرنے کے لئے بہت سارے لوگوں نے طلب علم میں سر اٹھایا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ فقہاء کرام بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل وخوار ہو گئے اور مطلوب سے طالب کے درجے میں پہنچ گئے "الا من وفقہ اللہ" اور یہیں سے تقلید کا دروازہ کھلا، چیونٹی کی رفتار سے آہستہ آہستہ تقلید لوگوں کے سینوں میں اس طرح گھس گئی کہ لوگوں کو احساس بھی نہیں ہوا۔ اس کے کل تین اسباب بیان کئے جاسکتے ہیں۔

ا۔ ایک فقیہ جب کوئی فتوی دیتا یا فیصلہ کرتا تو دوسرا اس پر نقض وارد کرتا اور اس کے فتوی کو غلط ثابت کرتا۔ فقہاء کرام کے آپسی مجادلہ کی وجہ سے فیصلہ مشکل ہو جاتا تو مجبوراً بات اس پر ختم کی جاتی کہ اچھا دیکھو کس کا فتوی گذشتہ ائمہ اور فقہاء میں سے کسی فقیہ کے فتوی کے موافق ہے؟ جس کا فتوی، متقدمین میں سے کسی کے موافق ہو جاتا اس کا فتوی لے لیا جاتا اور دوسرے [illegible] دیا جاتا۔ اس طرح تقلیدی ذہن بننا شروع ہو گیا۔

Scanned by CamScanner

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عہدۂ قضا کی کرسی پر جو لوگ قابض تھے ان کے اندر سے امانت نکل چکی تھی خیانت اور ظلم کا غلبہ ہو گیا تھا اس لئے ان سے لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا، قضاۃ جب کوئی ایسا فیصلہ کرتے جو عوام کے نزدیک غیر مشکوک ہوتا تو اسکو قبول کر لیتے ورنہ نہیں، اور غیر مشکوک ہونا اسی وقت تسلیم کیا جاتا جب اس کا فیصلہ متقدمین میں سے کسی عالم کے فیصلہ کے موافق ہوتا اس طرح بھی تقلید کو راستہ ملا۔

۳۔ رؤساء اور حکام کی جہالت کی وجہ سے لوگ ایسے لوگوں سے مسئلہ پوچھنے پر مجبور ہوئے جو خود حدیث رسول سے ناواقف ہوتے اور استنباط مسائل سے بھی نابلد ہوتے جب ایسے لوگ عالم اور مفتی ہو گئے تو ان کے لئے بھی ضروری ہوا کہ وہ اپنے فتوی کی تائید اور تصدیق میں اپنے سے پہلے کسی عالم اور فقیہ کا حوالہ دین تاکہ ان کے فتوی کو اعتبار حاصل ہو۔ اس طرح بھی تقلید کو راستہ ملا اور اس کا رواج ہوا (حجۃ اللہ البالغۃ، باب حکایۃ حال الناس قبل المأۃ الرابعۃ و بعدھا) پوری بحث آپ بار بار پڑھیں ان شاء اللہ آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ:

(۱) قرون ثلاثہ جنہیں خیر القرون کہا گیا ہے اس میں تقلید کا وجود نہیں تھا۔

(۲) تقلید آپسی اختلاف اور باہمی مجادلہ کی پیداوار ہے۔

(۳) تقلید جہالت کا نتیجہ ہے۔

اب آپ فیصلہ کریں کی جہالت پھیلانا مطلوب ہے یا علم؟ اللہ کے نبی ﷺ کی نبوت اور وحی کا آغاز ”اقرا“ سے کیوں ہوا ہے؟ جہالت پھیلانے کے لئے یا علم؟ یہ یقین ہے کہ آخرت میں کسی کی تقلید کے بارے میں ہم سے سوال نہیں کیا جائے گا ہاں نبی کریم ﷺ کے بارے میں قبر کے اندر سوال کیا جائیگا۔ اس لئے ہمیں کس کی تقلید کرنی چاہئے؟ جواب واضح ہے۔ فرض کیجئے تقلید [illegible] فرائض میں سے ایک فرض ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Scanned by CamScanner

اس کے بارے میں بھی سوال کیا جا سکتا ہے اگر امکان ہی سے بحث کرنا ہے تو کسی شافعی سے یہ سوال بھی کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم تمہارے چار امام تھے تم نے صرف امام شافعی کی ہی کیوں تقلید کی باقی تین نے کیا گناہ کیا تھا کہ ان کی تم نے تقلید نہیں کی۔ اسی طرح حنفی، مالکی، اور حنبلی سب سے یہی سوال کیا جا سکتا ہے، ایک امام کو مانئے اور تین کو چھوڑ دیئے یہ کون سا انصاف ہے؟ جبکہ آپ کے نزدیک سارے امام برحق ہیں۔

دین کہاں سے لیں

یہ بات دن کے اجالے کی طرح واضح ہے کہ اتباع کہئے یا تقلید صرف نبی کریم ﷺ کی کی جائے گی، وحی آپ پر آتی تھی، جبرئیل امین علیہ السلام آپ سے باتیں کرتے تھے، آپ پر وحی کی دو صورتیں تھیں ایک "وحی جلی،، جسے قرآن پاک کہا جاتا ہے دوسری "وحی خفی،، جسے حدیث رسول یا سنت کہا جاتا ہے، اور یہ دونوں اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہین اور دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ان کا ترجمہ ہو چکا ہے اگر آپ عربی نہیں جانتے ہیں تو جو زبان جانتے ہیں اس میں ترجمہ تلاش کیجئے اور براہ راست قرآن وحدیث کا ترجمہ پڑھئے اور دین حاصل کیجئے۔ آپ جس طرح چوبیس گھنٹہ اپنے لئے اور اپنے بچوں کیلئے خرچ کرتے ہیں اسیطرح ایک گھنٹہ اپنے دین کیلئے بھی نکالئے اور قرآن وحدیث کا مطالعہ کیجئے اور پھر اس کا اثر دیکھئے آپ کی زندگی میں انقلاب آجائیگا۔ جن مسائل پر قصداً پردہ ڈالا گیا ہے اس کا پردہ اٹھ جائیگا اور حقیقت آپ کے سامنے آجائیگی۔

اگر آپ پڑھنا نہیں جانتے تو علماء حق کی کیسیٹیں ملیں گی انہیں سنئے، ایسی مسجد میں جمعہ پڑھیں جہاں اردو میں خطبہ ہوتا ہے سنئے اور علم حاصل کیجئے۔ اگر کوئی بات

Scanned by CamScanner

www.KitaboSunnat.com

سمجھ میں نہ آئے یا کسی مسئلے میں شک ہو تو ایک نہیں متعدد عالموں سے پوچھئے۔ جواب میں فرق پڑ سکتا ہے لیکن آپکو اللہ نے عقل دی ہے ردو قدح کیجئے آپ خود کسی فیصلے اور نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ

ہاں آپ سے کوئی کہہ سکتا ہے قرآن و حدیث کا مطالعہ مت کرو، بہت زیادہ کرید مت کرو، تم گمراہ ہو جاؤ گے، تحقیق کرنا علماء کا کام ہے۔ آپ کہئے ہم ہر چیز چھان پھٹک کر لیتے ہیں تو دین بغیر سمجھے بوجھے کیوں لے لیں۔ اللہ نے دین کو آسان بنا کر بھیجا ہے قرآن اور حدیث دونوں اس پر ناطق ہیں دین ہدایت کے لئے آیا ہے نہ کہ گمراہ کرنے کے لئے، ہم دین کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں گمراہ کیوں ہوں گے؟ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "الدین یسر" دین آسان ہے۔ آپ مشکل کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں کہتا ہوں اگر آپ مذکورہ باتوں پر عمل کریں گے تو آپ کو سمجھ میں آ جائیگا کہ کتاب وسنت میں جو دین محفوظ ہے اس میں اور سڑکوں پر چلتا پھرتا جو دین نظر آتا ہے اس میں تضاد ہے۔ آپ یہ بات یاد رکھیں کہ آنکھ بند کر کے بلا دلیل کسی ایک امام کی بات ماننا تقلید ہے اور کسی امام کی تعیین کے بغیر قرآن وحدیث کے کسی بھی عالم سے دلیل کے ساتھ مسئلے کو معلوم کرنا اور اس پر عمل کرنا اتباع ہے تقلید نہیں ہے۔ اللہ تعالی ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور براہ راست کتاب وسنت پر تمسک کی توفیق دے۔ آمین۔

☆☆☆

Scanned by CamScanner